



پاکستان میں تخفیفِ اسلحہ کیسے ممکن ہے؟

از کلثوم صادق / سنیل ملک

تمہید:

نومنتخب وزیراعظم پاکستان شاہد خاقان عباسی نے منصب سنبھالنے کے بعد قومی اسمبلی سے اپنے پہلے خطاب میں کہا کہ ملک میں کسی شہری کے پاس خود کار (آٹومیٹک) ہتھیار نہیں ہونا چاہیے۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں عوام کو خود کار (آٹومیٹک) ہتھیاروں کے لیے لائسنس جاری نہیں کئے جاتے ہیں۔ انھوں نے اعادہ کیا کہ اسلحہ کے پھیلاؤ کے معاملہ کو وفاقی کابینہ اور قومی اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے گا نیز کابینہ کی مشاورت اور منظوری کے بعد پاکستان میں عوام کے لیے خود کار ہتھیاروں کے استعمال پر پابندی عائد کی جائے گی۔ وزیراعظم کے تخفیفِ اسلحہ کے حوالے سے نقطہ نظر کو معاشرے کے تمام طبقہ ہائے فکر کی طرف سے خوش آئند قرار دیا گیا ہے۔

اقوام متحدہ کے مطابق ساخت کے اعتبار سے انفرادی استعمال میں آنے والے تمام ہتھیار سال آرمز کے زمرے میں آتے ہیں۔ چھوٹے اور ہلکے ہتھیاروں کا غیر قانونی پھیلاؤ سیکورٹی اور قانون کی حکمرانی قائم رکھنے میں رکاوٹ ہے۔ 2015ء میں دنیا کے مختلف ممالک کی جانب سے منظور کیے گئے مقاصد برائے پائیدار ترقی (SDGs) کے مقصد نمبر 16 کی شق 4 کے تحت اسلحہ (بالخصوص غیر قانونی) کے پھیلاؤ کو روکنا دنیا بھر کی حکومتوں کی اہم ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ ملکی سطح پر موثر اقدامات کے ساتھ ساتھ، اقوام متحدہ کی طرف سے اسلحہ کے پھیلاؤ کو کنٹرول کرنے کے لیے تجویز کیے گئے طریقہ ہائے کار اور معاہدات کا اطلاق اس ضمن میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ پائیدار ترقی کے حصول کے لیے شہریوں کی جان و مال کا تحفظ اور پُر امن ماحول ناگزیر ہے۔

پاکستان کے سابق صدر جنرل ضیا الحق کے دورِ حکومت میں 1979ء میں جب روس کی فوج نے افغانستان میں دخل اندازی کی تو لاکھوں افغانیوں نے پناہ کی غرض سے ایران اور پاکستان کا رخ کیا۔ روس کے بڑھتے قدموں کو روکنے اور افغانستان کو مدد فراہم کرنے کے لیے امریکہ اور سعودی عرب نے پاکستان کی جانب ہاتھ بڑھائے اور پاکستان کو دفاعی ڈھال بناتے ہوئے روس کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا۔ اس طرح پاکستان کو جہاں معاشی امداد ملی وہیں معاشرے میں گروہی ولسانی تنازعات، فرقہ واریت، منشیات اور غیر قانونی اسلحہ کی خرید و فروخت کو بھی بڑھاوا ملا۔

ترسیلِ اسلحہ اور اسلحہ سازی:

انٹرنیشنل ایکشن نیٹ ورک فار سمائل آرمز کے مطابق دنیا میں ساڑھے سات کروڑ میں سے چھ کروڑ تیس لاکھ آتشیں ہتھیار عام لوگوں کی دسترس میں ہیں۔ جن میں بھارت اور پاکستان کا شمار سب سے زیادہ ہتھیار استعمال کرنے اور بنانے والے ممالک میں کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں تقریباً دو کروڑ چھوٹے ہتھیار (قانونی اور غیر قانونی) عام شہریوں کے زیر استعمال ہیں۔ جس میں سے صرف ستر لاکھ رجسٹرڈ ہیں۔ نجی ملکیت میں اسلحہ رکھنے کے حوالے سے ورلڈ رینٹنگ میں 178 ممالک میں سے پاکستان چھٹے نمبر پر ہے۔ پاکستان میں ہندو سے مرنے یا زخمی ہونے والے افراد کی تعداد 2006ء میں نو ہزار باسٹھ اور 2008ء میں بارہ ہزار پانچ سو ستانوے تھی۔ 2014ء میں سٹاک ہوم بین الاقوامی امن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی گلوبل آرمز ٹرانسفر رپورٹ کے مطابق امریکہ، روس، فرانس، اٹلی، سوڈان اور برازیل دنیا کے دس بڑے ممالک میں سے ہیں جو ہتھیاروں کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتے ہیں اور یہ تمام ممالک پاکستان اور بھارت دونوں کو اسلحہ فروخت کرتے ہیں جبکہ سریلیا، چین اور ترکی صرف پاکستان کو آتشیں اسلحہ فروخت کرتے ہیں۔

پاکستان میں قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد ہتھیاروں کی تجارت کی اجازت ہے جس میں بیرونی مقامی سطح پر تیار کئے جانے والے دونوں طرح کے ہتھیار شامل ہیں۔ وزارت تجارت کے مقرر کردہ ڈیلروں کے ذریعے ترکی، برازیل اور چین سے سمندری اور فضائی راستے اسلحہ کی قانونی طور پر درآمد ہوتی ہے۔

پاکستان اسلحہ ساز (آرڈنس) فیکٹریز ملک میں سب سے بڑی ہتھیار بنانے کی فیکٹری ہے جو افواج پاکستان کی دفاعی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ ملکی و برآمدی مارکیٹ کی ہتھیاروں سے متعلق ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ ملک میں صرف پاکستان اسلحہ ساز فیکٹریز ہی ممنوعہ بور کے ہتھیار تیار اور فروخت کرنے کا قانونی طور پر اختیار رکھتی ہے۔ واہ اندسٹریز لمیٹڈ کو پاکستان اسلحہ ساز فیکٹریز میں تیار ہونے والی اسلحہ مصنوعات کی فروخت اور مارکیٹنگ کے لیے واحد ایجنٹ کے طور پر مقرر کیا گیا

ناجائز اسلحہ جمع کروانے (Surrender of Illegal arms) کا ایکٹ 1991ء کے سیکشن 4 کے مطابق تمام اشخاص جن کے زیر قبضہ کوئی بھی ناجائز اسلحہ ہو، اسے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) یا متعلقہ تھانے کے انچارج آفیسر کے پاس جمع کروانے کے پابند ہیں۔ اس قانون کے سیکشن 8 کے تحت ناجائز اسلحہ جمع کروانے والا شخص اس اسلحہ کو پہلے اپنے قبضہ میں رکھنے کی وجہ سے کسی بھی قانونی یا تعزیریاتی کارروائی سے بری الذمہ ہوگا۔ تاہم وہ شخص جس نے ناجائز اسلحہ کے ساتھ کوئی جرم کیا ہو، تعزیریاتی کارروائی سے مستثنیٰ نہیں ہوگا۔ سیکشن 7 کے مطابق ناجائز آتشیں اسلحہ جس میں آٹومیٹک ہتھیار (سوائے مشین گن کے)، سب مشین گن، آٹومیٹک رائفل اور مشینی پستول شامل ہیں، رکھنے والے شخص کو دس سال قید یا عمر قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔ جبکہ ناجائز آتشیں اسلحہ جس میں بندوقیں، کاربنیں، ریوالور، پستول شامل ہیں، رکھنے والے شخص کو تین سال سے چودہ سال تک کی سزائے قید دی جاسکتی ہے۔ نیز کوئی بھی سواری بشمول بحری جہاز، ہوائی جہاز، گاڑی یا جانور قابل ضبطی ہوگی جو ناجائز اسلحہ کی ترسیل کے لیے استعمال کی گئی ہو۔

اسلحہ کنٹرول کے لیے حکومتی اقدامات:

2000ء میں حکومت نے تخفیف اسلحہ کے لیے تین حصوں پر مشتمل مہم کا آغاز کیا۔ پہلے مرحلے میں شہریوں کو آمادہ کرنا کہ وہ خود سے اپنے اسلحہ کی رجسٹریشن کروائیں؛ دوسرے مرحلے میں شہریوں کو تحریک دینا کہ وہ خود سے غیر قانونی اسلحہ کو حوالہ حکومت کریں جبکہ تیسرے مرحلے میں حکومت بڑے پیمانے پر غیر قانونی اسلحہ کی بازیابی کے لیے کریک ڈاؤن کرے۔ بعد ازاں اسلحہ لائسنس کے اجراء پر بھی پابندی عائد کر دی گئی اور غیر قانونی فیکٹریوں کو متبادل کاروبار کی پیشکش کی گئی۔ 2002ء میں ڈیرہ آدم خیل کے فیکٹری مالکان نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ انھیں باقاعدہ ایک صنعت کا درجہ دیا جائے اور قرض بھی فراہم کیا جائے کیونکہ اُس وقت امریکہ اور جرمنی وزارتِ دفاع کے ذریعے انھیں پیراشوٹ رائفل اور شکاری بور بنانے کا آرڈر دینے میں دلچسپی ظاہر کر رہے تھے، جس کو بنا قرض پورا کرنا ممکن نہ تھا۔

ایم کیو ایم نے 2011ء میں تخفیف اسلحہ پر مسودہ قانون پارلیمان میں پیش کیا تا کہ غیر قانونی اسلحہ کی تیاری، فروخت اور اس کے بے دریغ استعمال پر پابندی لگائی جاسکے۔ یہ بل بنا کسی مخالفت کے قائمہ کمیٹی کو بھیج دیا گیا لیکن تاحال اس بارے میں مزید کوئی خبر منظرِ عام پر نہیں آئی۔

حکومت نے 2011ء اور پھر 2013ء میں کابینہ کے ذریعے پالیسی ترامیم پاس کیں جس میں اسلحہ کی درآمدی قیمت کی حد ایک تادو کروڑ مقرر کی گئی۔ 2015ء میں حکومت نے اسلحہ لائسنس کے اجراء پر تین سال سے جاری پابندی اٹھادی تا کہ دستاویزات کی درستگی اور اسلحہ کی ترسیل بہتر کی جاسکے۔ اس نئی پالیسی کے ذریعے اسلحہ ترسیل کو باضابطہ کرنا مقصود تھا نہ کہ بڑا ہوا دینا۔ تمام اسلحہ اور گولہ بارود کی درآمد کو بینک برانچز کے کریڈٹ لیٹر سے مشروط کیا گیا تا کہ وزارتِ تجارت کے پاس اسلحہ کی اقسام کا ریکارڈ ہو۔ اس پالیسی کا بنیادی مقصد اسلحہ بنانے والے کے لائسنس اور اسلحہ ترسیل کی مناسب جانچ پڑتال اور بینک کی جانب سے اس بات کو یقینی بنانا تھا کہ ترسیل مقررہ حد سے تجاوز نہ کرے۔ 2015ء اور 2016ء میں حکومت بلوچستان اور حکومت خیبر پختونخوا نے بازار میں بکنے والی کھلونا پستول، لیزر ڈیوائس اور دوسرے ہتھیاروں پر عید کے دوران پابندی لگائی۔ جس کا مقصد بچوں کے ذہنوں سے اسلحہ کے منفی اثرات کو ختم نہیں تو کم کرنا ضرور تھا۔ ہتھیاروں اور اسلحہ لائسنس سے متعلق ریکارڈ کو بہتر کرنے کی غرض سے حکومت نے 2011ء اور 2015ء میں اسلحہ لائسنس کو نادر کے ذریعے کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لیے مہم شروع کی جس کے تحت پرانے اسلحہ لائسنس کو منسوخ کرنے کا اعلان کیا گیا اور سمارٹ کارڈ کی طرز پر نئے اسلحہ لائسنس جاری کیے گئے۔ تاہم ستمبر 2015ء میں نئے لائسنس کے اجراء پر پابندی عائد کر دی گئی تا کہ نیشنل ایکشن پلان پر تیزی سے عمل درآمد ہو سکے۔ 2017ء کے شروع میں حکومت نے دوبارہ لائسنس کے اجراء سے پابندی اٹھانے کا فیصلہ کیا۔

اسلحہ کے معاشرتی اثرات:

مشاہدہ میں آیا ہے کہ مختلف تہواروں کے موقع پر خاندان کے بڑے افراد یا تو تحفے میں لڑکوں کو بندوق دیتے ہیں یا پھر بچے خود بڑوں سے ملنے والی عیدی سے کھلونا بندوق خرید لیتے ہیں۔ خوشی کے موقعوں خصوصاً شادی، ثقافتی تہوار، کھیل اور سیاست کے مقابلے میں جیت یا پھر بچوں کی پیدائش پر ہوائی فائرنگ کرنا معمول ہے جس کی زد میں آکر کئی اموات بھی واقع ہو چکی ہیں۔ پاکستان میں بچوں کے ہاتھوں میں بڑی تیزی سے کلاشنکوف اور آٹومیک ہتھیار نما کھلونوں کا استعمال بڑھ رہا ہے جو خطرناک رجحان ہے۔ بی بی سی کی حالیہ رپورٹ کے مطابق عید کے موقع پر پشاور کے دکانداروں نے پنجاب سمیت ملک کے دیگر حصوں میں کروڑوں روپے کے اسلحہ نما کھلونوں کی تجارت کی جبکہ چین سے بھی بڑے پیمانے پر کلاشنکوف اور آٹومیک پستول نما کھلونے اور تشدد پر مبنی وڈیو گیمز کی سی ڈیز درآمد کی جاتی ہیں۔ ماہرین نفسیات کے مطابق اسلحے سے مشابہت رکھنے والے کھلونے نیز توڑ پھوڑ اور قتل و غارت گری پر مبنی وڈیو گیمز بچوں میں تشدد کا عنصر ابھارتے ہیں۔ اس لیے اگر بچوں کو ایسی چیزوں سے دور رکھا جائے تو آئندہ نسلوں کو ہتھیاروں کی لعنت سے بچایا جاسکتا ہے۔

تخفیف اسلحہ کے حامی سوات کے ایک سماجی کارکن تو گیلال یوسف زئی نے 2015ء میں بچوں کی ایک ریلی کا اہتمام کیا جس میں بچوں نے سڑک پر اپنی پلاسٹک کی بندوقیں اور دیگر اسلحہ نما کھلونے توڑ کر معاشرے میں پیغام دیا کہ "اسلحہ پھینک دو"، "بندوق کھلونا نہیں"۔

پاکستان میں گزشتہ چند برسوں میں بڑھنے والی دہشت گردی، عدم برداشت کے رویے اور بات بے بات اسلحہ کا بے دریغ استعمال، تعلیمی اداروں میں ہونے والے پر تشدد واقعات (جس کی حالیہ مثال یونیورسٹی کے طالب علم مشال خان کا قتل ہے)، کراچی اور گوجرانوالہ میں عام شہریوں کا قانون کو ہاتھوں میں لیتے ہوئے چوروں، ڈاکوؤں اور نوجوانوں پر سرعام تشدد، جہاں ایک طرف مثبت سوچ رکھنے والے حلقے کے لیے لمحہ فکریہ ہے تو دوسری جانب عدم تحفظ کی صورتحال کے پیش نظر معاشرے میں عام شہری کی اسلحہ تک با آسانی رسائی بہت سے سوالات کو جنم دیتی ہے۔ کیا ہتھیاروں کو مردانگی اور مردانگی کو تشدد کر سکنے کی صلاحیت سے منسلک کرنا نیز ہتھیاروں کو ذاتی تحفظ اور ذاتی تحفظ کو اسلحہ کی نمود و نمائش کے ساتھ جوڑ دینا مناسب ہے۔

پاکستان میں تخفیفِ اسلحہ ایک سنجیدہ اور توجہ طلب معاملہ ہے کیونکہ اسلحہ اسمگلنگ اور ممنوعہ ہتھیاروں کی ترسیل و فروخت عام ہے نیز ملک میں ہتھیاروں کی بھرمار ہے جو کہ شہریوں کے ہاتھوں میں کسی شخص کی زندگی اور موت کا فیصلہ کرنے کا اختیار دینے کے مترادف ہے۔ پاکستان میں ہتھیاروں کی آسان دستیابی اور فراوانی ملک میں راہزنی، ڈکیتی، قتل، اغوا، بھتہ خوری، زنا بالجبر اور ایسے دیگر جرائم کی تعداد میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ یہ بھی مشاہدے میں آیا ہے کہ قانون ساز اداروں کے کئی اراکین سمیت مذہبی رہنماؤں، مالدار اور بااثر افراد نے سیکورٹی کے نام پر اپنے ذاتی محافظوں کی فوج کو خطرناک ہتھیاروں سے لیس کر رکھا ہوتا ہے۔

2005ء سے 2015ء کے دوران وفاقی حکومت نے 12 لاکھ جبکہ حکومت پنجاب نے 18 لاکھ اور حکومت سندھ نے 10 لاکھ ہتھیاروں کے لائسنس جاری کیے۔ 2011ء کے وزارت داخلہ کے ریکارڈ کے مطابق اراکین پارلیمان کو 69,473 ممنوعہ بورا اسلحہ لائسنس جاری کیے گئے۔

تخفیفِ اسلحہ اور ترکِ اسلحہ پُر امن معاشرے کی تشکیل، معاشی ترقی، شہری آزادیوں اور جمہوری استحکام کی طرف ایک قدم ہے۔ اگر وزیراعظم کے تخفیفِ اسلحہ سے متعلق عزم کو عملی جامہ پہنایا جائے تو پاکستان سے تشدد اور خوف ختم نہیں تو کسی حد تک کم ضرور کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان کو اسلحہ سے پاک اور وزیراعظم کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے درج ذیل سفارشات اہمیت کی حامل ہیں۔

- حکومت وسیع مشاورت کے بعد ممنوعہ اور خود کار ہتھیاروں کے حوالے سے جامع پالیسی مرتب کرے اور کابینہ کی منظوری کے بعد اس کا نفاذ یقینی بنائے۔
- پاکستان اسلحہ آرڈیننس 1965ء کے سیکشن 26 میں دیئے گئے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے حکومت ملک میں اسلحہ شماری کروائے تاکہ قانونی اور غیر قانونی اسلحہ سے متعلق قابلِ بھروسہ اعداد و شمار اکٹھے کئے جاسکیں جو مستقبل میں بہتر پالیسیوں اور قوانین کی تشکیل میں مدد دیں۔
- آئین پاکستان کے آرٹیکل 256 پر عمل درآمد کروایا جائے جو تحفظ کے نام پر نجی فوج رکھنے پر پابندی عائد کرتا ہے نیز غیر قانونی اسلحہ زیر قبضہ رکھنے کو ناقابلِ ضمانت جرم قرار دیا جائے اور عام شہریوں کے زیر کنٹرول ہتھیاروں کو ضبط اور ان کے اسلحہ لائسنس کو منسوخ کیا جائے۔
- عوام خصوصاً طلباء کو ہتھیاروں کے نقصانات اور اسلحہ سے متعلق قوانین اور پالیسیوں پر آگاہی دی جائے تاکہ عام شہری بھی اسلحہ کے پھیلاؤ کو روکنے کے عزم میں حکومت کا ساتھ دیں۔ نیز ہوائی فائرنگ سمیت بازاروں میں فروخت ہونے والے پلاسٹک کے بنے پستول، لیزر ڈیوٹس وغیرہ پر پابندی عائد کی جائے۔
- پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر تخفیفِ اسلحہ اور ترکِ اسلحہ کو مباحث کا موضوع بنایا جائے تاکہ اسلحہ کو کنٹرول کرنے کا بیانیہ متعارف کروایا جاسکے۔
- حکومت اقوام متحدہ کے ہتھیاروں کی تجارت کے معاہدے (Arms trade treaty) کی توثیق کرے تاکہ اسلحہ کی اسمگلنگ کو کنٹرول کیا جاسکے۔
- حکومت ترکِ اسلحہ کا کوئی منصوبہ متعارف کروائے جو آسٹریلیا کے 1996ء کے بائے بیک (Buyback) پروگرام کی طرز پر ہو۔ جس کے نتیجے میں سات لاکھ سے زائد ممنوعہ ہتھیار آسٹریلیا میں چھوٹے ہتھیاروں سے قتل اور خودکشی کی شرح میں واضح کمی واقع ہوئی۔

ادارہ برائے سماجی انصاف کی جانب سے معلوماتی مواد تیار کرنے کا بنیادی مقصد تخفیفِ اسلحہ سے متعلق آگہی پیدا کرنا اور اس موضوع پر بحث کو وسعت دینا ہے تاکہ پُر امن و مثبت معاشرتی رویوں کو فروغ دیا جاسکے۔



ادارہ برائے سماجی انصاف

فون نمبر: 042-36661322

ای میل: info@csjpk.org

ویب سائٹ: www.csjpk.org

فیس بک: Centre for Social Justice

ٹویٹر: @csjpk